www.emarsiya.com

مرثیہ

۱

رات غربت کی حقیقت میں غضب ہوتی ہے
وہ سیہ دم کثرتِ اندوہ و تعب ہوتی ہے
بزمِ غم محفلِ شادی و طرب ہوتی ہے
یہی کہتے ہیں سحر دیکھیے کب ہوتی ہے
بڑھتی ہے دل کی تڑپ درد جگر ہوتا ہے
جو گھڑی کٹتی ہے اک سال بسر ہوتا ہے

۲

کیے لاکھوں نے سفر چھٹ گئے لاکھوں کے حبیب
بہت ایسے تھے کہ جنگل میں ہوئی موت نصیب
ہاں مگر ایک مسافر کا فسانہ ہے عجیب
پسرِ فاطمہ سا ہوگا نہ دنیا میں غریب
وہ بھی پیاسا کہ تشنہ دہنی قائل ہے
بے وطن ایسے کہ خود موت بھی قائل ہے

۳

شب وہ ہے جس کی سحر ہے سحرِ عاشورہ
خاک ہو جائے گا کل خلق کا یہ معمورہ
شہ نے وعدہ جو کیا ہے وہ کریں گے پورا
قتل کا فوجِ ستمگر میں ادھر ہے شورہ
فوجیں واں آئی ہیں یاں بیکس و دلگیر ہیں سب
نوجواں چند ہیں کچھ طفل ہیں اور پیر ہیں سب

۴

ہیں ادھر لشکرِ کفار کے خیمے لب جو
یاں ہے پستی میں بپا خیمۂ شاہِ نیکخو
ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے وہ اندھیرا ہر سو
شبِ ظلمات کا ہے شب نے دبایا پہلو
بزمِ ماتم میں چراغ ایسا ہے یاں بھی نہیں
روشنی ویسی کہیں غولِ بیاباں بھی نہیں

۵۵

رشکِ ظلمت کدۂ قبر ہیں سب دشت و در
راہ پاتی نہیں جس سمت کو جاتی ہے نظر
شکلِ ماتم نظر آتے ہیں بیاباں کے شجر
موجیں دریا کے کنارے سے پٹکتی ہیں سر
ہر تر و خشک سے آوازِ بکا آتی ہے
جب ہوا چلتی ہے ہائے کی صدا آتی ہے

۵۶

بی بیاں روتی ہیں گرمی سے ہیں کچھ بیتاب
تین دن ہو گئے ملتا نہیں اک قطرۂ آب
ہیں جو نادان وہ روتے ہیں ہے ان کو راحت نایاب
آتشِ غم جو ترقی پہ ہے دل ہیں بیتاب
اپنے سینوں سے لگائے ہوئے بہلاتی ہیں
مائیں بچوں کے بلکنے پہ تڑپ جاتی ہیں

۵۷

وحشت اس رات میں ہے مثلِ شبِ اولِ قبر
اپنی تکلیف اٹھاتے ہیں مگر کرتے ہیں صبر
بچے نادان جو ہیں ان پہ ہے تکلیف کا جبر
دل کلیجے ہیں کہ جلتے ہوئے ہیں مثلِ ابر
ہے وہ گرمی کہ جگر سب کے جلے جاتے ہیں
غش پہ غش صغرِ نادان کو چلے آتے ہیں

۵۸

ہو کے فارغ جو فرائض سے عشا کے مولا
پھر سکینہ سے یہ ارشاد کیا
یاد آئی ہے تمہیں اک بات مرے ماہ لقا
کہنے آئے ہیں جو برادر حسن سبز قبا
مہلت اے جانِ پدر لینے کو ستمگر سے آیا ہوں
تم بھی گھر میں چلو عباس بھی ہیں آتا ہوں

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

۹

سن کے یہ خیمہ میں داخل ہوئے وہ رشکِ چمن
آگے بڑھتے ہوئے تسلیم کو شہنشاہِ زمن
دیکھا صحن سے اے زینب آوارہ وطن
دوڑ کے وہ کہتی ہوئی آپ کے قربان بہن
دل کو چین آ گیا دیکھی جو یہ صورت میں نے
آنکھیں روشن ہوئیں بھائی کی زیارت سے مینے

۱۰

بھر کے اشک آنکھوں میں بولے یہ شہِ نیک نہاد
گرچہ ظاہر ہے کہ اس حال میں ہم ہیں ناشاد
مر کے اک جان ہے سو اس امر میں تشویش زیاد
جو وصیت بڑے بھائی کی ہوگی تجھیں یاد
جا کے بھائی سے کہو اور نہ کچھ دھیان کریں
عقد کا قاسمِ ذیجاہ کے ساماں کریں

۱۱

جب یہ حکمِ شہِ والا گئی وہ نیک سیر
مادرِ قاسمِ بیکس سے کہا سب جا کر
جلد اٹھ کر متوجہ ہوئی وہ خستہ جگر
چپکے کہہ جب آئیں تو کی مادرِ اکبر کو خبر
ذکر اس امر کا وہ والیہ پر بیچین ہونے لگا
طرفہ شادی تھی کہ جس سے کہ ستارہ رونے لگا

۱۲

سنئے اب قاسمِ ناشاد کی شادی کا بیان
اپنے فرزند کو واں دولہا بناتی تھی ماں
یاں دولہن بن رہی دخترِ سلطانِ زماں
ہو عجب رنگ تھا ماتم ہر طرف ہے سماں
فلکِ پیر نے گردش نہ بہت کی ہوگی
ایسی شادی کہیں دنیا میں نہ دیکھی ہوگی

www.emarsiya.com

۵۳

نکلا ہے وہاں حسن بسر قبا کا خلعت
چادر فاطمہ زہرا سے یہاں ہے زینت
وہاں ہے ملبوس میں گلہائے جناں کی نکہت
یاں ہے مہکی ہوئی خوشبوئے ریاض عصمت
مرثیہ ایک سا ہم کس بی بی کی تو شادی ہے
وہ نبی زادہ اگر ہے یہ نبی زادی ہے

۵۴

ہائیں آراستہ کرتی ہیں کن ارمانوں سے
جب سے کھلے پھول کہ ایام خزاں کے آئے
مل رہی ہیں کف افسوس حنا کے بدلے
سہرے باندھے گئے ہیں زلف گرہ حسرت سے
دونوں پیدا ہوئے دکھ درد کو دن بھر دیکھو
رانڈ ہونا تری وہ پہ بنا مرنے کو

۵۵

دل بھر آئے ہیں بنتا ہے وہ بیکس دولہا
موت کا ہاتھ کلائی پہ ہے گنگنا کیسا
ہر جی چھوٹی سی نکلی ہیں ہوئے ہیں وقت
یہ کلائی کی خبر ہے یہ ہے سب پہ ظاہر
وہ جو سینے سے سی لیا ہے جوان روتی ہے
شادیانے کے عوض سینہ زنی ہوتی ہے

۵۶

ڈالے بہنوں نے جو آنچل تو یہ غم پیش آئے
درہم و داغ جگر بنگے ہیں سکے ا
مہمانوں نے یہ پائی خون جگر غم کھائے
ایسے غمگین ہیں کہ جس طرح کوئی مر جائے
بال ہونے کو پریشان کھلے جاتے ہیں
خود بخود دست گریبان کھلے جاتے ہیں

www.emarsiya.com

۱۷

آب شمشیر کا سب کو پچھائے شربت
رن میں دولہن کے بنے یہ ہوئی آخر نوبت
کیا وفادار تھی اللہ ری اون کی ہمت
ساتھ دولہ کے برات گئے سب تا جنت
آگیا چین اٹھا کر جو اذیت سوئے
شب کے جاگے ہوئے تا روز قیامت سوئے

۱۸

ماں کو وہاں عید ہے پروان چڑھا میرا پسر
بیٹھی ہے سینہ سے حسرت کو لگائے مادر
ہے تن فاطمہ کی تصویر ہے زانو پہ ہے سر
منہ سے کچھ کہتی نہیں آنکھیں ہیں شکوے تر
غم بھی ہوتا ہے کہیں شادی اگر ہوتی ہے
یہ اثر ہے وہی ابتک کہ دولہن روتی ہے

۱۹

اپنی مجلس میں دولہن بن رہی ہے وہ مہرو
سر کو کھولے لگا ہاتھ آئے گیسو
کنگھی جب کرچکیں باندھے امام خوشبو
دم الجھنے لگا غش کے نکل آئے پہلو
سر پہ سہرا رکھے لگا خوب کی ابن مضطر نے
شکوں کے موتیوں سے مانگ بھری مادر نے

۲۰

ماتھے پر سورۂ اخلاص لکھا اکبر نے
حق سے کی پھوپھی نے پھلنے کی دعا سرور نے
کچھ خیال آگیا زینب لگیں آہیں بھرنے
ہاتھ دھو سے ہٹا کر یہ کہا مادر نے
کیا انجام ہے آغاز میں جو روتی ہوں
آپ کے فرض سے میں آج ادا ہوتی ہوں

www.emarsiya.com

۳۱

بن چکی جب کہ دو امن بیاہ کے آیا دولھا
اس سے زہرا کی لگا نے حرم شیر خدا
آئیں بھائی یہ دی زینب مضطر نے صدا
لائے تشریف سر بزم شہ ہر دو سرا
سب محمدؐ کے عزیز آئے جو باہم بیٹھے
عقد پڑھنے کے لیے قبلۂ عالم بیٹھے

۳۲

پڑھ چکے خطبہ تو اور ہر سے اشرفی افشاں
جب گھڑی عقد سے فارغ ہوئے سلطان زمان
... میں ہوئے وا لب گوہر افشاں
ول ملے آگے گلے کیا حیدر و زہرا کا بیان
یاد آگئے یاد وہ دن اور وہ زمانہ سب کو
کہیں عجب درد کی باتیں کہ رولایا سب کو

۳۳

کچھ عجب نور کی وہ بزم تھی سبحان اللہ
میر محفل تھا جہاں احمد مختار کا ماہ
وہ چراغ حرم دین روشنی بیت اللہ
جمع تھے اور بھی سب فاطمہ کے نور نگاہ
باتیں ہر دو ادھر ان سے برابر وہ بھی ہوتی ہیں
شمعیں اب تک اسی محفل کے لیے روشن ہیں

۳۴

اب کبھی بیاہ زمانے میں نہ ہوگا ایسا
جس کا رخصت نہ وہ دلہن ہو سکا رخصت دولہا
طرفہ قسمت تھی ہوئی زندہ سالہ کا جوڑا پہنا
کھو گئے صورت سے اٹھا کے جہیز سر کی ردا
جلد ہی تیار ہوا قبر بھی تیار ہوئی
الغرض تہنیت و تعزیت ایک بار ہوئی

www.emarsiya.com

۳۵

انجمن لٹ گئی اٹھ کر گئے سلطانِ انجم
جا کے مشغول نمازوں میں ہوئے سب مردم
صبح کے طور نمایاں ہوئے شب رہ گئی گم
دامن دشت ستم کرنے لگے تر شبنم
گل زہرا کی زیارت کو نسیم آنے لگی
باغ فردوس سے پھولوں کی شمیم آنے لگی

۳۶

چھپ گئے انجم درج صبح کھلا پھیلا نور
زخم گل کے لئے پیدا ہوا گویا کافور
آشیانوں سے سوے نہر چلے اڑ کے طیور
اٹھ کے صحرا کی طرف بعد نماز آئے حضور
جلوہ شہ سے نظر قدرت باری آئی
دشت کہیں باغ بنا فصل بہاری آئی

۳۷

نرم رفتار صبا کی ہے کہ معشوق کی چال
دل بلبل کو کئے دیتے ہیں غنچے پامال
آب شبنم سے وہ بھیگے ہوئے سنبل کے بال
شاخ جو خم ہے نظر آتی ہے وہ مثل ہلال
رفقا شہ کے جو ہنستے ہیں تو گل کھلتے ہیں
عید قرباں ہے کہ جانباز گلے ملتے ہیں

۳۸

نافۂ مشک سے بڑھکر ہے ہر اک غنچۂ تر
داغ سے لالے کی صفائی کو ہے عنبر
نازکی ترم وہی ختم ہوئی ہر گل پر
پھول گرنے لگے بلبل نے جہاں جھاڑے پر
ناز اس کو نہ اسے ناز سے دل تنگی ہے
آج تو عاشق و معشوق میں یکرنگی ہے

www.emarsiya.com

۳۶

پھولی ارو روش زمیں ایسے برابر میں گل
کثرت گل ہے یہ ذروں سے بھی بڑھکر ہیں گل
جابجا ہیں یہ بطا دس چمن پر ہیں گل
انتہا ہوگئی بس باغ سے باہر ہیں گل
جب ہوا چلتی ہے برگ گل تر اڑتے ہیں
ہر تشِ حسن چھڑکتی ہے شرر اڑتے ہیں

۳۷

جس طرف دیکھئے اللہ کی اک قدرت ہے
کہے آتے ہیں یہ سب حسن بڑی دولت ہے
ہر چمن کے نئی انداز نئی صورت ہے
وہیں غنچہ سوسن کی مسی آفت ہے
بوئے گل باغ میں ہمدوش صبا جاتی ہے
منتظر ان نغمہ بلبل کی صدا جاتی ہے

۳۸

باغ میں گل صورت یہ چیدہ یہ بھلا کس کی آنکھ
مل یہ الفت کا ہے ٹپا ہمیں بڑی جس کی آنکھ
سب ہیں قائل کہ ہے تیوری چڑھی نرگس کی آنکھ
کبھی دیکھی نہ چھپکتے ہوئے نرگس کی آنکھ
یہ جو کھلتا ہے کہ دشمن ہے خزان گلشن کی
چشم بلبل کی طرح ہے نگران گلشن کی

۳۹

سرکشی کرنے پہ آمادہ جہاں سبزا ہے
گل خودرو ہے وہاں کون حقیقت کیا ہے
جو بنا ہے کہیں گلزار میں اک کانٹا ہے
سب جوانان چمن جھوٹے ہیں عصا ہے
ہے اداخوش میں بلبل کی غزل خوانی سے
بوئے خوں آ رہی ہے لالۂ پیکانی سے

www.emarsiya.com

۳۳

سب کہیں جیسا کہ معشوق پہ مر جاتی ہے
اندوں پہ صفت لالۂ صحرائی ہے
صاف داغوں کی سیاہی سے گھٹا چھائی ہے
گل گرے ہیں جو بہت بات یہ اٹھ آئی ہے
سیر کے واسطے سب غنچہ دہن آئے ہیں
روندنے سبزہ حسینان چمن آئے ہیں

۳۴

جوش میں بڑھتے ہیں ہر مرتبہ کیا کیا دریا
ہو گئی ہے گلشن فردوس کا نقشہ دنیا
پھیلا دی ہیں چار طرف بھر گئے صحرا صحرا
کہ ہر اک سرو کا قد بڑھتا ہے بالا بالا
چار سو پھیلنے کی جا جو نہیں پاتی ہیں
بیلیں گھبرا کے درختوں پہ چڑھی جاتی ہیں

۳۵

تھا عجب لطف خوشی سب کو تھی بے اندازہ
ناگہاں ظلم کا عالم میں کھلا دروازہ
فوج اعدا ہوئی تیار کھلا گل تازہ
قتل کا ہوا ہر سمت بلند آوازہ
وہاں جو آمادہ ہوئے خار ستم کرنے پہ
گل زہرا بھی کمر باندھ چکا مرنے پہ

۳۶

علم حضرت عباس کھلا بندھ گئی صف
کھینچیں پیچھے ہوئے انصار رفیق ایک طرف
اور عزیز ایک طرف جن سے شرافت کو شرف
لال زہرا کے محمد کے گہر در نجف
سمجھئے دل میں تصور کرو وہ کیسے ہونگے
نہ ہوئے اور نہ ہیں اور نہ ایسے ہونگے

www.emarsiya.com

۳۵۷

اکرم الناس شجاعان عرب شیر وغا
دافع ظلم و ستم تابع احکام خدا
صاحب جود و کرم مالک ملک تقوا
قاطع کفر شریف النسب ارباب وفا
ہیں بچے ایسے کہ دیں رہ حق میں سر تک
گر کہوں سب صفتیں ختم نہ ہوں محشر تک

۳۵۸

آمد و مرحب و عنتر کہ ہوئی جنگ سے آغاز
سر فدا کرنے لگے شاہ امم کے جانباز
پیش شمشیر جھکاتے سر تسلیم و نیاز
سر گیا ایسی بجی پیر فلک تفرقہ ساز
بیکسی اور زیادہ ہوئی حضرت کی طرف
جو ادھر آکے گیا گلشن جنت کی طرف

۳۵۹

غم میں احباب کے تھے بادشہ نیک خصال
غرق دریائے شہادت ہوئے مسلم کے لال
خون میں حضرت عباسؑ کے بھائی ہوئے لال
آگیا زینبؑ ناشاد کی دولت پہ زوال
سر بہ زانو غم و حسرت میں شہ عصرؑ رہیں
اب فقط قاسمؑ و عباسؑ یہاں اور اکبرؑ رہیں

۳۶۰

یعنی بابا سے کہا جاؤں میں سوئے جنگاہ
دم بدم قد پہ ہے اکبر مہرو کی نگاہ
کہتے ہیں قاسم ناشاد کہ سبحان اللہ
میری باری ہے کہاں جائیے آپ آ کے بجگاہ
اپنے چھوٹوں سے جدا ہونے کا غم کھاتا ہوں
آپ کا خورد ہوں اب مرنے کو میں جاتا ہوں

www.emarsiya.com

۵۱

آپ ہیں قوت بازوئے حسینؑ ابن علیؑ
قصد مرنے کا نہ فرمائیے للہ ابھی
آپ ہیں دلبر و لخت جگر سبط نبیؐ
آپ سے گھر بھر کی ہیں جان آپ کی عاشق ہیں سبھی
پائے آقا پہ فدا سر ہو تو خرسند ہوں میں
اک غلام ان کا ہوں گو بھائی کا فرزند نہیں

۵۲

چاہتا ہوں کہ ہو گلگوں رنگ لہو سے جامہ
شکل جد خون سے رنگین ہو میرا عمامہ
امر رخصت میں زیادہ نہیں کچھ ہنگامہ
میرے بازو پہ ہے بابا کا وصیت نامہ
بہت آسان ہے کاغذ یہ دیے دیتا ہوں
ابھی آقا سے اجازت میں لیے لیتا ہوں

۵۳

بولے وہ دونوں جری سچ ہے یہ اے قبلۂ دین
تم سے مانوس ہیں بچوں سے سوا شاہ زمن
جانتے ہیں تمہیں بھائی شہ آوارہ وطن
جان سے بڑھکے ہو تم ہو گے نگار حسنؑ
دل میں اس بیکس و ناشاد ذرا سمجھو تو
دو گھر اب تم سے ہیں آباد ذرا سمجھو تو

۵۴

بولا قاسم نے بہت آپ کا ارشاد بجا
ختم ہو جائے سحر سے گل باغ زہرا
دیکھوں کیوں آنکھوں سے ظلم و ستم اہل جفا
مجھ میں اب صبر کی طاقت نہیں باقی چچا
اب جو پہلے نہ سوئے لشکر شر جاؤں گا
آپ میں اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤں گا

www.emarsiya.com

۵۴

رو کے ان دونوں دلیروں نے کہا رنج نہ اٹھاؤ
یاں تو امید یہ تھی لاشے ہمارے اٹھواؤ
حکم جو ہو وہ کرو شاہ کی خدمت میں جاؤ
خیر بہتر ہے سدھارو جو رضا رن کی پاؤ
سیر گلزار شہادت کی مبارک ہو تمہیں
کیفیت گلشن جنت کی مبارک ہو تمہیں

۵۵

سن کے یہ سرخ ہوا منہ ہوئے خوش حد سے سوا
قدم شہ پہ گرا جا کے وہ پابند وفا
ساتھ ہی پھول کے تعویذ بھی بازو سے دیا
عرض کی اب یہ غلام آپ سے خواہان رضا
یا شہ دین مری باری میں گذارش کی ہے
اس کو پڑھ لیجئے بابا نے سفارش کی ہے

۵۶

سر قدم پہ رکھے بھتیجے کا اٹھا کر روئے
دیکھا کاغذ تو زیادہ شہ صفدر روئے
یاد کر کے بہت اشفاق برادر روئے
غش کی نوبت ہوئی یوں دلبر حیدر روئے
بولے اس رنج میں مرنا میرا منظور کیا
یوں رضا مانگ کے تم نے مجھے مجبور کیا

۵۷

مگر آنا تو بتا دو کہ نہ پہنچیں گی کیونکر
مجھکو جلدی ہے کہ کٹ جائیں جسم سے سر
باندھے ہیں اکبر و عباس بھی مرنے پہ کمر
دھیان اس کا نہیں تم کو کہ ہے بیوہ مادر
رات دن خون دل زار بہے گی بیٹا
کون ہے کس کے سہارے وہ جئے گی بیٹا

www.emarsiya.com

۵۶

کر کے تسلیم گیا خیمہ میں وہ رشک قمر
پاس آئے خود اکبر و عباس کے حضرت لپک کر
رکھ دیا پاؤں پہ زینب کے جو نوشاہ نے سر
ایسی گھبرائی کہ کھڑی ہو گئی اٹھ کے مادر
بولی حضرت سے کہ وہ ناچار خدا خیر کرے
میرے سر سے لئے جاتے ہیں آثار خدا خیر کرے

۵۷

میں نے تو دی تھیں مرنے کی اجازت اے لال
چاہئے مادر غمگین سے بھی رخصت کا سوال
سب کی ہم تا ہیں زینب بھی رہے ان کا خیال
تم کو معلوم نہیں ان کی محبت کا حال
ابھی بچ جائیں گے سب کام انہیں سے کہنا
پہلے اسے میرے فرش انجام انہیں سے کہنا

۵۸

حال میرا بھی ہے اب آہ و بکا کے قابل
دوست سب چھوٹ گئے ہیں سب ہوئے ہیں قاتل
بھائی کا حکم یہ ہے اور یہ بیتاب ہے دل
گر کہوں کچھ تو ہے مشکل نہ کہوں تو مشکل
جمع ہوتے ہیں واسطے اسباب قضا
جاؤ جو مرضی معبود رضینا بقضا

۵۹

تم کو لازم ہے کہ مادر کی طرف دھیان کرو
ابھی کچھ بن نہیں مرنے کا نہ ارمان کرو
دو گھڑی کی ہے یہ صحبت نہ پریشان کرو
عابد آخر ہیں پھر ان کے لئے سامان کرو
کنبے میں چاہئے پرسا کوئی دینے کے لئے
ایک تو گھر میں رہے فاتحہ دینے کے لئے

٥٥٣

کر کے منہ سوئے مدینہ یہ کہا زینب نے سخن
کچھ خبر تم کو ہے گھر لٹتا ہے اے بھائی حسن
آج تک تو رہی سرگرم حفاظت یہ بہن
تم خبردار رہو وہاں آ کے یہ تشنہ دہن
بھیجتی ہوں طرف گلشن جنت بھائی
تھی مرے پاس تمہاری یہ امانت بھائی

٥٥٤

کہہ کے یہ قاسم بے پر کو گلے لپٹا لیا
بوسے ماتھے کے لیے اور بہت پیار کیا
یاد رکھنا یہ ذرا تم نے مجھے رلوایا
یاد ان پر جو تم گرے منہ کو کلیجہ آیا
ہے وہ آگاہ دل زار پہ کیسی گزری
میں تو میں ماں سے ذرا پوچھو کہ کیسی گزری

٥٥٥

سمجھی میں جو تمہیں مطلوب ہے اے نیک خصال
کس طرح منہ سے کہوں جاؤ سوئے فوج قتال
تم نشانی ہو بڑے بھائی کی اے میرے لال
ہائے کیوں چھوڑ کے دیتی ہو مرے دل کو ملال
ہو کے مشتاق میں کیوں روتے ہو غم کھاتے ہو
ماں سے پوچھا ہے جو مرنے کے لیے جاتے ہو

٥٥٦

سن کے یہ کہنے لگی ماں اور غمگین وہ حسین
آپ سے جانیں بھتیجے اس بات میں کچھ دخل نہیں
گو کہ چھوٹے ہیں بڑا اختیار ہو سو مرے غمگین
میرے بھی ان کے بھی تم ہی تو ہیں آپ آسودہ میں
مجھ کو کیا کام یہ بچے ہیں امر جب میں
ان کی اور آپ کی مرضی ہو تو بسم اللہ جائیں

www.emarsiya.com

۵۷

کہہ کے یہ حضرت زینب چلیں نالہ کناں
دست و پا کانپتے تھے دل کا تزلزل تھا عیاں
ڈالتی تھیں جو بہن پاؤں تو پڑتا تھا کہاں
پھر کے بیٹے کو صدا دی کہ سنا آ مری جاں
صدقے جاؤں مجھے شکل اپنی دکھاتے جانا
مرنے جانا تو مرے خیمے میں آ کے جانا

۵۸

ہٹ گئی پاس سے ماں اور تو وہ غم کھا لیا
سن لیا آپ نے اماں نے تو دی مجھکو رضا
پھپھی اذن مجھے دے چکے ہیں شاہ ہدا
آپ فرمائیں تو جاؤں میں کہ سو شوق تھا
آج حاصل نہ اگر مجھکو شہادت ہوگی
کل ہی محشر میں مجھے باعث خجالت ہوگی

۵۹

صدقہ بھائی علی اکبر کا اجازت دیجئے
آپ بیٹی ہیں سخی کی مجھے رخصت دیجئے
ذرہ ہو خورشید سے بڑھ جائے جو رفعت دیجئے
بے پدر ہوں مجھے سرمایۂ عزت دیجئے
قہر ہو جائیگا ساعت جو یہ ٹل جائیگی
روح خود جسم سے گھبرا کے نکل جائیگی

۶۰

غم بڑھا سینہ و سر پیٹ کے بولیں زینب
ہائے دیکھی یہ قیامت ہے یہ کیسا ہے غضب
چھوڑ کے ایک مسافر کو چلے جاتے ہیں سب
تم سے تسکین تھی تم بھی سفر کرتے ہو اب
میں نہ روکوں گی کہ ہے لشکر اعدا جاؤ
بھائی کو گھیر چکے ہیں تم ہو تو اچھا جاؤ

www.emarsiya.com

۷۶۴

ان کو یہ ذکر تھا وہاں روتی تھی گھر میں دلہن
دل یہ کہتا تھا کہ ہوتی ہے ابھی درد و محن
اشک آنکھوں سے ٹپکتے تھے زباں پر تھا سخن
دیکھنا آج میں مر جاتی ہوں اے ابن حسن
سامنے رو کون کی تو دم سینے میں گھٹ جائیگا
آہ کرنے سے جگر صبر کا پھٹ جائیگا

۷۶۳

میں نے سوچا تھا تیری سوچ نہیں چھائی کوئی
کیوں دنیا میں بھی دو دھا کے دو دن یوں ہی چھوٹی
رات کیا بیاہ ہوا صبح کو قسمت پھوٹی
کشت امید بہت جلد خزاں نے لوٹی
کیوں نہ رووے کہ قیامت کی بلا آئی ہے
حق بجانب ہے کہ وہ رانڈ ہوئی جاتی ہے

۷۶۲

اور یاں شاہ سے وہاں کہہ رہی تھی ماں واری
تم نے کی ہے سفر خلد کی اب تیاری
تم تو ہو خاک ہوئی جاتی ہے بیبی ساری
دل کے ٹکڑے کیے دیتی ہے دلہن کی زاری
کیا کہوں جو دل میں ہوا درد مرنے کی رخصت لو
تم کو لازم ہے کہ اس سے بھی اجازت لے لو

۷۶۱

قاسمؑ آداب بجا لا کے گئے ماں کے قریب
منہ کو چادر سے چھپائے ہوئے روتی تھی غریب
بولی ماں جاتی ہوں مرتبہ ملتا ہے عجیب
آئے تو شاہ آپ کی تقدیر بڑے نصیب
سلطنت جاتی ہے اور ملک عزا لٹتا ہے
ہاتھ سے میری ضعیفی کا عصا چھٹتا ہے

www.emarsiya.com

٦٥

یوں سکینہ سے کبھی کہتی تھی وہ دکھیائی
دیکھو تو ہم بہن کیسے گئے رن کو تمھارے بھائی
ہیں ادھر لاکھ عدو اور ادھر تنہائی
یہ گھڑی خوبی قسمت نے مجھے دکھلائی
ہائے غم فرقت نوشاہ سے ایذا دل کو
سب تو غم تھے یہ نیا غم ہوا پیدا دل کو

٦٦

خوب ہوتا جو بہن آج کو میں مر جاتی
سامنے میرے نہ لاش ابن حسنؑ کی آتی
پوچھتی لوگوں سے فرصت جو حیا سے پاتی
رانڈ ہوتی جو دلھن کوئی مجھے بتلاتی
بین کیا کرتے ہیں اور پیٹتے ہیں سر کیونکر
لاش آئی تھی تو میں روئی تھی آخر کیونکر

٦٧

غم و اندوہ کی باتیں تھیں کہ قاسم آئے
بیٹھ کے پاس سخن درد کے لب پر لائے
جائے فردوس کو رخصت جو یہ بیکس پائے
لو کہو صاف کہ حسرت نہ ہمیں رہ جائے
مرنے کو جاتے ہیں موت آئی ہے آخر ہیں ہم
اب تو یہ شام ہے بیکار مسافر ہیں ہم

٦٨

دلبرا ابھی یہیں کیا کہتی ہو جائیں کہ نہ جائیں
زخم بھی تا کے عوض جسم پہ کھائیں کہ نہ کھائیں
مہلت اک آن کی اب موت سے پائیں کہ نہ پائیں
منھ سے کچھ بات کرو پھر کے ہم آئیں کہ نہ آئیں
دھیان آئے گا یہ بیت رہ گیا سب کچھ نہ کہا
یہ تو ارمان نہ رہ جائے ہائے غضب کچھ نہ کہا

www.emarsiya.com

۱۴۰

بیکسان آئی ہیں گھر پہ تو کچھ کم ایسا
دم نکلنے کو ہے [illegible] بس ہم کو دو ہم خدا
اب کروں کس سے [illegible] تم وہ تنہا
صاحب احسان کرو دو دن مرے گھر کی رضا
[illegible] شاہ دلاور بولو
ہم [illegible] کو [illegible] کہو لو

۱۴۱

حیف محبوب ترے چارہ نہیں کیوں روتی ہو
ڈرتے ہیں چھٹنے میں تم سے جدا ہوتی ہو
صبر لازم ہے کہ تم فاطمہ کی پوتی ہو
دم گھٹا جاتا ہے کیوں جان حزیں کھوتی ہو
گو قیامت مرے لاشے پہ تو برپا ہو گی
تم نہ رونا کہیں ورنہ مجھے ایذا ہو گی

۱۴۲

سر کھلے بیبیاں [illegible] شرم ہے اس بات سے
میں [illegible] دیکھوں مجھے ہم ایک نظر
میں جو شبیر کا خادم ہوں اور ابن شبیر
سب ہیں [illegible] مرا دشمن ہے یہ سارا لشکر
گرچہ مردے پہ جفا خلق کا دستور نہیں
لاش پامال بھی ہو جائے تو کچھ دور نہیں

۱۴۳

عرض کی ماں سے [illegible] راحت تھی تمھارے گھر میں
[illegible] دو دن نہ کیا چین ہمارے گھر میں
[illegible] آئے نہ اس [illegible] ہمارے گھر میں
ہم [illegible] صفدر بھی ہوں [illegible] گھر میں
فوج کفار کا [illegible] شہ والا پر ہے
آبرو بھی گئی [illegible] پھرا آتا ہے

۴۴

www.emarsiya.com

۷۳

بہت آہستہ سے گویا ہوئی وہ نیک صفات
کیا کہوں مجھ کو تو بن آتی نہیں کوئی بات
ابرِ غم چھائے ہیں دل پہ کہ دن آنکھوں میں ہے رات
مرنے تم جاتے ہو یاں موت سے بدتر ہے حیات
حرفِ رخصت کا مرے منہ سے نکلنے کا نہیں
گر کہوں جاؤ تو دل مجھ سے بہلنے کا نہیں

۷۴

مجھ کو کہنا ہے یہ اے میرے چچا کے فرزند
آپ تو جانبِ فردوس چلے ہیں خرسند
سر ہو جب تن سے جدا آنکھ ہو بابا کی بند
اور ہمیں لوٹنے کو آئیں یہ سب ظلم پسند
کون سی جائے جہاں منہ کو چھپا کر بیٹھیں
حال کس سے کہیں کس گوشے میں جا کر بیٹھیں

۷۵

آپ قصدِ سفرِ ملکِ عدم رکھتے ہیں
راہِ خوشنودیِ خالق میں قدم رکھتے ہیں
سنتی ہوں جاتے ہیں جو یاں وہ کرم رکھتے ہیں
اتنی امید فقط آپ سے ہم رکھتے ہیں
نظرِ مہر و عنایت سے طلب کیجیے گا
جائے جنت میں ذرا جلد بلا لیجیے گا

۷۶

دادیِ زہرا سے ملاقات ہو جنت میں جب
عرض کرنا کوئی اپنا نہیں دشمن ہیں سب
بلکہ سب آپ کی اولاد پہ آفت ہے عجب
اپنی پوتی کی خبر لیجیے ہے وقتِ تعب
قید کرنے کا ہے سامان سپہ بدخو میں
کیا عجب ہے جو بندھ جائے رسن بازو میں

www.emarsiya.com

۷۷۷

کہہ کے اچھا ابن حسن قاسم ناشاد و حزین
بولے رخصت ہمیں دی اب تو کوئی عذر نہیں
سن کے دل ہو گیا خاموش ہوئی وہ غمگین
جوڑ کے ہاتھ یہ گویا ہوئی وہ سوگ نشین
یا تو ہمراہ کسی طور سے لیتے جاؤ
یا کوئی اپنی نشانی مجھے دیتے جاؤ

۷۷۸

آستیں پھاڑ کے دی روتے ہوئے آپ چلے
صحن میں آئے تو ملنے لگا ہر ایک گلے
ہاتھ ملتی ہوئی جوڑے سے کہ دل چاہنے والے
باغ عالم سے چلے یوں کہ نہ پھولے نہ پھلے
گلشن خاندان شہنشاہ زمن نے بخشا
اماں نے حق دودھ کا اور عم نے دامن بخشا

۷۷۹

ملکے جب سب سے چلا شاہ کا وہ شیدائی
اور دل سب کے بھر آئے کہ اداسی چھائی
خاک اڑاتا ہوا ہمراہ تھا چھوٹا بھائی
ساتھ روتی ہوئی ماں خیمے کے در تک آئی
پاس پردے کے کہا جاؤ خدا کو سونپا
اے مرے ماہ لقا جاؤ خدا کو سونپا

۷۸۰

ہاں یہ دستور کہ دولہا کا ادب کرتے ہیں سب
دوڑ کر بڑھ کے پردہ اٹھانے کو شہنشاہ عرب
عرض کی شاہ سے کی جھک کے قدم پہ با ادب
کہ غلام آپ کا ادنیٰ سا ہے یہ غیر طلب
شہ نے فرمایا نہیں صبر کی طاقت بیٹا
کیا کروں ہے یہ تقاضائے محبت بیٹا

۵۱

پہلے شاہ شہدا خیمے سے باہر نکلے
سر پہ سایہ کیے عباس دلاور نکلے
ہاتھ قاسم کا لیے ہاتھ میں اکبر نکلے
ایک شمس اور قمر تین برابر نکلے
نور پھیلا تو نظر طور کا نقشا آیا
غل ہوا جلد فرس لاؤ کہ دولہا آیا

۵۲

جب گیا شبل علی زین فرس پر غازی
پاؤں رکھنے لگا بن بن کے زمیں پر تازی
سارے طاؤس چمن بھول گئے طنازی
کیوں نہ غصہ ہو کہ آیا ہے دم جانبازی
فوج تھرائی کہ یوں اپنی دلیر آتا ہے
گھوڑے رکتے نہیں روکے کہ یہ شیر آتا ہے

۵۳

قتل ہونے میں لعینوں کے نہیں کچھ تاخیر
بہت اب فوج سے نزدیک ہے وہ ماہ منیر
رہ گئے ہیں جو اُگل آتی ہے ان پر شمشیر
ہم سے مطلب یہ نہیں ہوں ہمہ تن کی تصویر
تیغ تیار ہے کفار پہ چلنے کے لیے
سر جھکائے ہے یہ کاٹھی سے نکلنے کے لیے

۵۴

سبزہ رنگ آپ کا آنکھوں میں کھنچا جاتا ہے
یا دیے سیفیہ جو ہم کو دلواتا ہے
چہرہ کا آئینہ صورت نئی دکھلاتا ہے
ابھی نکلا نہیں خط صاف پڑھا جاتا ہے
ان سے شرمندہ بھی ہیں شمس و قمر باندی بھی ہیں
چودھواں سال بھی ہے چودھویں کے چاند بھی ہیں

www.emarsiya.com

۵۸۵

تیر چلنے لگے ہر سو سے جو اس صفدر پہ
جا پڑا کھینچ کے تلوار صف لشکر پہ
ایسی قوت سے کیا وار سیاہ شمر پہ
جیسے حیدر نے کیا زور در خیبر پہ
خوف کے مارے ملک سامنے سے ہٹ جاتے
پر جبریل نہیں ورنہ ابھی کٹ جاتے

۵۸۶

ہو ابھی جنگ شروع اور ستمگر ہیں تمام
ہوئی آغاز میں آخر سپہ بد انجام
کام جن کا ہے وفا آج وہ خود ہیں ناکام
موت کہتی ہے کہ اب صبح ہے اے لشکر شام
اس کا دم آئے کہاں عقدہ کشا ہے میرا
منہ نہیں تیغ کا دروازہ کھلا ہے میرا

۵۸۷

قبضے تک ڈوب گئی خون میں ساری تلوار
مع رہوار ہوا دو جو ماری تلوار
آپ کا دست قوی اور وہ بھاری تلوار
کرتی ہے دونوں طرف قتل دو دھاری تلوار
نئے انداز سے سب بانی شر زخمی ہیں
ان ستمگاروں کے دل ان کے جگر زخمی ہیں

۵۸۸

خود وہ کہتی ہے کہ رن میں ہے بڑی میری آنکھ
ہو زرہ موم جو پڑ جائے کڑی میری آنکھ
پھر ستمگر نہ لڑا جس سے لڑی میری آنکھ
گر پڑی فوج پہ بجلی جو پڑی میری آنکھ
تیر چلتے ہیں نیزوں پہ مژہ سے میری
غیض میں خون ٹپکتا ہے نگہ سے میری

www.emarsiya.com

۸۹

وفن گر کے تڑپتا بھی نہیں کوئی عدو
دخل کیا جان بچا لے کو جو بدلے پہلو
ہے یہی دھیان کہ ہے تیغ بڑی عربدہ جو
زخم تازہ سے ذرا تھم کے نکلتا ہے لہو
سب پوشیدہ سمٹی ہوئی ڈر کے نکلی
روح بھی جسم سے نکلی تو مر کے نکلی

۹۰

چاندنی زخموں کو ہے رخ روشن کی ضیا
سارے زخموں میں چمک اٹھتی ہے بجلی سے سوا
ہچکیاں لیتے ہیں صاف آتی ہے اف اف کی صدا
چارہ گر موت ہوئی نار سقر کو سونپا
دفعتاً تار نفس … سے ٹوٹے
کہ جراحت جو … بھی ٹانکے ٹوٹے

۹۱

ایک ہوا ارض و سما … طالب شمشیر
قدم خرش صمصام نے نکالی تدبیر
گرد اڑ اڑ کے چلی ہو گیا … چرخ مسیر
کہ تواضع امرا کرتے ہیں تعظیم فقیر
کی نہ رفعت پہ نظر یوں جو نہیں ابھر کے ملی
آسمان جھک کے ملا جب تو زمیں ابھر کے ملی

۹۲

لاش پر لاش ہے رہتی ہوئی ایسی ادوکشت
تار ہیں چلتے ہیں سب پہ سپر و دیں زرہ بشت
نرم کر دیتی ہے لوہے کو سر اک ضرب درشت
قبضہ تیغ سے لیں سیکڑوں جانیں یکمشت
بھاگ کر چار طرف فوج ستمگار چلی
اب یہ ہر شہر میں ہے شور کہ تلوار چلی

٩٣

ہٹتے جاتے ہیں عدو آپ بڑھے جاتے ہیں
فوج سرکش کو دباتے ہی چلے آتے ہیں
جو سپاہی ہیں بڑے خوف سے تھراتے ہیں
اب کسی شخص کو مقتل میں نہیں پاتے ہیں
مورچے چھین لیے جنگ کا ساماں بھی لیا
تیغیں بھی چھین لیں کفار کی میداں بھی لیا

٩٤

جب یہ دیکھا پسر سعد سے ازرق نے کہا
تیری سب فوج سے رکتا نہیں یہ اک لڑکا
بولا وہ طعن سے تو بڑھ کے اسے روک ذرا
کہا ظالم نے یہ توہین مری اس سے دغا
بچ کے میدان سے یہ طفل کہاں جائیگا
چھوٹا بیٹا مرا کافی ہے پکڑ لائے گا

٩٥

پھر کے بیٹے سے یہ گویا ہوا جا سر لے آ
بلکہ زندہ کسی صورت سے تو پکڑ کے لے آ
بات رہ جائے جو جولاں فوج کے اندر سے آ
نام ہو چھین کے شمشیر و سپر گر لے آ
جان و دل نور نظر فاطمہ کے ماہ کا ہے
شیر بیشہ ہے یہ شیر اسد اللہ کا ہے

٩٦

سن کے یہ ظالم بے دین نے بڑھایا رہوار
سرنگوں غش میں چلا موت ہوئی سر پہ سوار
غیظ سے یاں جان ید اللہ نے تولی تلوار
پاس آتے ہی ستمگر نے کیا تیغ کا وار
راہ قاسم نے جہنم کی بتا دی اس کو
ایک ہی ضرب سے تلوار لگا دی اس کو

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

۵۹۷

اُس کے بھائی کو نظر آیا جو یہ حالِ زبوں
سرخ منھ ہو گیا آنکھوں میں بھی دوڑا اشکِ خوں
اس ستمگر کی طرح ہو گیا اس کو بھی جنوں
دی صدا موت سے آ منتظرِ وقت میں ہوں
تو بھی جانے کو جہنم کی طرف آتا ہے
میرے سینے میں تو اب یہ کلیجہ جلا جاتا ہے

۵۹۸

جب دو چار آ کے وہ مکار سپہ کا ہوا
تیغ چلا دینے پہ آمادہ یہ دیندار ہوا
طائرِ جاں یہیں اڑنے پہ تیار ہوا
زد پہ تلوار کی آ کے تھا کہ فی النار ہوا
حوصلہ کھو دیا بالکل ستم آرائی کا
یوں ہوا دو کا نہ دعویٰ رہا یکتائی کا

۵۹۹

وار روکی تیغ کہ برش میں نہ تھی کچھ بھی کمی
یہ صفائی تھی ذرا بھی نہ کہیں گرد جمی
برق بھی کانپ گئی دیکھ کے اس طرح دمی
دوسرے کا بھی کیا خون کہ وہ بھی تو دمی
کٹ گیا زور جو ظالم کے پسر چھوٹ گئے
دونوں ہاتھ از زرق بیدیں کے کمر ٹوٹ گئے

۶۰۰

تیسرے سرکش و سرہنگ کو بھی جوش آیا
دیکھ ساقی کو تیرے وہ مے نوش آیا
زد پہ شمشیر جو ظالم کا تن و توش آیا
ملک الموت لگی پوچھنے اب ہوش آیا
بزدلی کھل گئی اس طرح سے بد خو کا جو
مل گیا خاک میں یوں گر کے سیہ رو تڑپا

www.emarsiya.com

بند ۱

تیغ کھینچے ہوئے میداں میں جو آیا وہ شقی
پیچھے کھینچ کے ارشاد کیا آپ نے آ
دو دن ہاتھ ایک ہی ضرب میں کیا تن سے جدا
ہاتھ کٹوا کے وہ مکار ستمگر سا چلا
ہیچ کا پانی نہ رہا جنگ کیا یا را اس کو
رن سے بھاگا تھا کہ گھیر کے مارا اس کو

بند ۲

رن میں کام آ گئے ارزق کے جو چاروں فرزند
غم سے دل ہل گیا ظالم لگا اک اک بند
جوش میں ظلم پہ آمادہ ہوا ظلم پسند
ساتھ ظالم نے لئے نیزہ و شمشیر و کمند
دوڑ سے پیچھے کیا ان پہ حملہ اس نے
باگ پہ توڑ کے گھوڑے کو لگا اس نے

بند ۳

کی تھی من کا تو جو اور کی تھی من کی زرہ
قلب میں دشمنی عقدہ کشا کی ہے گرہ
رستم و سام کو کہتا ہے نہ وہ کچھ تھا نہ یہ
شکل وہ زشت زبوں جس سے ڈرے مرکھ مہ
نامور خاک نہیں موجد بدنامی ہے
منصب اپنی ہے سپاہی کا یہ بیس شامی ہے

بند ۴

سامنے آ کے جو میدان میں ٹھہرا وہ دسم
باجے بجنے لگے ہر سمت ہوا شور لشکر
دیر سے قاسم کی طرف دیکھ رہی تھی مادر
دفعتاً دوڑ کے راستہ میں دن کو پکاری مضطر
دیو سے جنگ ہے ہاتھوں کی صفائی دیکھو
آؤ لوگو مرے بچے کی لڑائی دیکھو

۱۶۵

یہیں ہو حیدر کرار کی ہو ان شکر خدا
آپ یہیں اس کو بتاؤ کہ سب انداز وغا
جاؤ تو قبضہ مری جانب سے ذرا یہ کہہ آ
تا مدد تم کو ملے باپ چچا اور دادا
یوں پڑے ضرب کہ بیچ نذر زمیں شامی ہو
تم مری جان بڑے ناموں کے نامی ہو

۱۶۶

کہہ کے عباس یہ قربان گئی پاس آؤ
نہ جھپک جائے کہیں آنکھ ذرا بتلاؤ
گرچہ چھوٹے ہیں کہیں تعلیم اسے فرماؤ
پاؤں پیچھے نہ ہٹیں دل تو بڑھاتے جاؤ
ابھی کمسن ہی نہ گھبرا کے ستمگر سے لڑے
اپنے دادا کی طرح ثانی عنتر سے لڑے

۱۶۷

یہاں یہ تھا ذکر کہ تیر اس نے کماں میں جوڑا
کاوی پر قاسم ذیشان نے لگایا گھوڑا
کوئی پیکان کوئی سوفار نہ ثابت چھوڑا
شمر آگے جو بڑھا اس کا ہوا دل تھوڑا
ہوا نخوت کی ہوا سے سر سرکش خالی
تیر کوئی نہ رہا ہو گیا ترکش خالی

۱۶۸

سانپ لہرا گیا تیر سے کہ جو دی اس نے کمان
کھل گئے بند جو باندھے تو ہوا وہ حیران
نئی صورت سے چلی آپ کی تیغ بُرّان
رخ ہوا اس کی طرف کو جو اڑی کرکے نشان
دی صدا اس نے اُسے یہ ستمگار جدا
کاٹ کھاتا ہے جو ہوتا ہے سر مار جدا

www.emarsiya.com

۱۰۹

دونوں ہاتھوں سے بلند اس نے کیا گرزِ گران
جان شبر نے کیا تن سے فرس کو جولان
نہ کھلا تیغ کہاں آئی گئی پھر سے کہاں
خندۂ برق سے بھی جلد ہوئی شعلہ فشاں
تیر دستی جو ید اللہ کی تھی جانے نہ دی
دو کیا گرز کو اور ہاتھ پہ آنچ آنے نہ دی

۱۱۰

اور غصے میں بڑھا جھوم کے مثلِ عقرب
دی صدا قاسمِ ذی جاہ نے یا شیرِ عرب
جوش میں آ کے کمندان کی طرف پھینکی تب
ہاتھ بہکا جو ذرا اودھر گرے حلقے سب
خوف طاری ہوا ازرق کا دل ٹوٹ گیا
ایسا کانپا جو سرا ہاتھ میں تھا چھوٹ گیا

۱۱۱

آپ فرمانے لگے واہ رے ہنرمند ہے تو
بے کسوں کا زمانے میں خداوند ہے تو
دیکھ اک آن میں اب خاک کا پیوند ہے تو
فرصت اب کم ہے جہاں میں نفسِ چند ہے تو
کچھ نہیں اصل جو ایسے ہوں ہزاروں جتھے
چار دن بیچ کے کام آئے نہ چاروں جتھے

۱۱۲

طور اس جنگ کا ابلیسِ لعیں سمجھا بھی
نہیں دیتے نہیں کس واسطے دم سمجھا بھی
کچھ شتابی کا سبب اہلِ ستم سمجھا بھی
دیر کرتے نہیں کیوں جنگ میں ہم سمجھا بھی
چاہیے برق کا نقشہ دمِ پیکار رہے
ہم کو جلدی ہے کہیں میان میں تلوار رہے

۱۱۳

تیغ اس حسن پہ کھینچی ہے کہ بڑھتا ہے دل
شوق میں لوٹتے پھرتے ہیں ہزاروں بسمل
یہ وہ محبوب ہے جان اس کی طرف ہے مائل
یہ وہ لیلیٰ ہے کہ ہر زخم ہے اس کی محمل
اس کے پانی سے تو بے ہوش کو ہوش آتا ہے
یہ وہ دریا ہے جسے دیکھ کے جوش آتا ہے

۱۱۴

بدلا جاتا ہے ترا خوف کے مارے نقشہ
دفعتاً ہو گیا تصویر کا عالم یہ کیا
حجرے خالی کئے سب خیر جو ہونا تھا ہوا
تیغ نے میان سے ہاں چہرہ لڑائی کا دکھا
دیکھنا ہے ابھی جو کچھ تری تقدیر میں دیکھ
کیسی حیرت ہے کہ منھ آئینۂ شمشیر میں دیکھ

۱۱۵

غیرت ای رستم ایجاد کو پھر کھینچی تلوار
پھر اسی میں یقین کرنے لگا پیہم وار
بے جگہ سے کہ ہوئے آپ بھی آخر تیار
دی صدا اب بڑھے نیزہ کا رہو ہشیار
روک لی سامنے گھبرا کے سپر بیٹے نے
چار ٹکڑے کیے اوس رات کے اس حرب نے

۱۱۶

شکل بجلی کی گئی آنے لگا اس کو عرق
آپ فرمانے لگے اب مجھے کیا ہے قلق
خوف سے پیچھے ہٹا جاتا ہے چہرہ ہے فق
کیوں ہٹا پھر آلت نظر آتا ہے مکھ لالا و ازرق
کدھر او بستہ زنجیر اجل جائے گا
صید کیا تیر کے پیکاں سے نکل جائے گا

www.emarsiya.com

۱۱۷

ہاں لگا ضرب بڑھ آگے گرہ وقتِ پیکار
یوں چلے تیغ کہ سر بار اُترے دو بار سوار
رن میں دشمن میں قدم جمائے لہو کی بوچھار
اس قدر گرم تگاپو ہو کہ اٹھیں نہ سوار
بھاگ کے قلب و جگر کو نہ بچا او ظالم
لے جگر دیکھ کسی پہلو یہ تو آ او ظالم

۱۱۸

آزمانے کو کئی طالعِ سر کئے صفدر نے
ہٹ کے اپنے کو بچایا مگر اس خود سر نے
واہ شاباش صدا دی کہ سب لشکر نے
تھم کے یہ دھیان کیا جان و دلِ شبر نے
ہو چکا طول لڑائی کو نہ تاخیر کرو
جلد اب فیصلۂ جنگ کی تدبیر کرو

۱۱۹

ہنس کے گویا ہوا وہ جیشِ شجاعت کا نہنگ
کچھ خبر بھی ہے کھلا ہے ترے گھوڑے کا تنگ
کھو گئی عقل لگا دیکھنے جھک کر سرِ تنگ
ہاتھ مارا کہ دمِ اسپ ہوا وہ چورنگ
اس طرف ربع تنِ دشمنِ دیں سے نکلی
اور ادھر ڈوب کے تلوار زمیں سے نکلی

۱۲۰

بڑھ کے اکبر نے کہا یہ ہے لڑائی بھائی
واہ وا خوب سبک تیغ لگائی بھائی
ہم بھلا ہاتھ میں اتنی تو صفائی بھائی
شان سب حیدرِ صفدر کی دکھائی بھائی
شاہ مسرور ہیں تعریف بیاں کرتے ہیں
حرمِ شیرِ خدا مدح و ثنا کرتے ہیں

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

۱۲۱

کرکے تسلیم پھرا فوج کی جانب وہ شیر
دی صدا اور کوئی آئے ابھی ہوتی ہے دیر
تھیں منغص ہوا کیا کیسے زبردست کو زیر
ہیں کے دشمن کی نہیں چاہتے مٹتے ہیں دلیر
آگیا دھیان کہ ناک اس کی نہ برباد رہے
نہ کیا لاش کو پامال قضا یاد رہے

۱۲۲

جب یہ دیکھا کہ اب آتا نہیں کوئی با شمشیر
فارغ البال سا بیٹھا وہ دل و جان شبیر
من و عن حیدر صفدر کی دکھائی تصویر
ناگہاں چار طرف آ گئی وہ فوج کثیر
تیر و نیزہ و گرز گراں تیرہ و شمشیر چلے
جسم سب چھن گیا زخموں سے بدن تیر چلے

۱۲۳

ایک ہوا اس کو لعین دو پہلو ان کو ماریں
زرہ بکتر تن صفدر میں لڑے کٹاریں
دم رکا جاتا ہے برچھی کی ہیں تلواریں
سارے زخموں سے نکلتی ہیں لہو کی دھاریں
نا امیدی بھی ہے حسرت بھی ہے ارماں بھی ہے
غم و اندوہ بھی ہے بھوک بھی ہے پیاس بھی ہے

۱۲۴

آیا اس وقت نظر آسمان بالکل دھندلا
خون کے پھول سے ہاتھوں میں ہے مہندی کا گھولا
نیچے عمامے کے کٹ کٹ کے بنے ہیں سہرا
زخموں نے خون کی بہتی کا دکھایا نقشا
ضعف طاری ہے کہ بند آنکھ ہوئی جاتی ہے
رات کے جاگے کو جوں نیند چلی آتی ہے

www.emarsiya.com

۱۲۵

دست و پا سر در ہیں قابو میں نہ دل ہے نہ جگر
چہرے پر آ رہی ہے سر کے لہو کی چادر
غش جو آتا ہے تو جھک جاتے ہیں بالکل سینہ پہ سر
کبھی پہلو لیے ادھر جھکتے ہیں اور گاہ ادھر
ہاتھ پیچیدہ لگاتے وہ ہے کثرت کہ ہر دم ہے مشکل
نیزے یوں چلتے ہیں گھوڑے سے کہیں گر کے مشکل

۱۲۶

ہر طرف پھیرتے ہیں بیتاب رسول دو سرا
روتی ہیں پیٹ کے سر فاطمہ و شیر خدا
سامنے دیکھو یہ بہیا ہیں حسن سبز قبا
دم بدم کہتے ہیں صفدر شکر کہ وقت آ پہنچا
جان امداد میں آقا کی دیئے دیتا ہے
ابر الشیر یہ میدان لئے لیتا ہے

۱۲۷

ناگہاں مونہ فلک سے آ گیا بالائے زمین
تیغیں جھک جھک کے لگانے لگے سب اہل کین
دی یہ شبیر کو آواز کہ اے سرور دین
لیجئے جلد خبر اب ہے کوئی دم بازپسین
زندگی ختم ہوئی موت کا سامان ہوا
میر سے آقا یہ غلام آپ پہ قربان ہوا

۱۲۸

یہ صدا سنتے ہی بے ساختہ سرور دوڑے
نہ رہی تاب توقف شہ صفدر دوڑے
تیغ لیتے ہوئے عباس دلاور دوڑے
نعرے کرتے ہوئے ہم شکل پیمبر دوڑے
دل تڑپتا تھا شہ دین کا جگر ملتا تھا
کثرت فوج سے رستہ نہ مگر ملتا تھا

۲۹

دمبدم دیتے تھے آواز شہنشاہ جری
جانتے ہو گئے کہ شبیر نے کی بے خبری
ایک تو ہو گئی ہے شدت درد جگری
راہ ملتی نہیں اسے ملک عدم کی سفری
آنکھیں بے نور ہیں تن سرد ہوا جاتا ہے
ابھی جنت کو نہ جا یہ چچا آتا ہے

۳۰

گر کے جب اٹھتے تھے کہتے تھے شہنشاہ زمن
کیا کروں ہائے غضب مارے گئے بھائی حسن
اس کو دفناؤں میں کیونکر نہ لحد ہے نہ کفن
یادگار ان کی مرے پاس تھا یہ غنچہ دہن
پھر کے خیمے میں جو میدان سے جاؤں گا میں
بھابی پوچھیں گی تو کیا ان کو بتاؤں گا میں

۳۱

نہ کہیں دلبر زہرا نے جو رستہ پایا
ایک جانب کیا فوج شقی پر حملہ
جان کر لشکر کیں ان کی طرف سے بھاگا
دیکھئے احوال غم و درد ہوا عباس کا
ظلم وہ تھا کہ ملک چرخ سے چلاتے تھے
چھپتے جی گھوڑوں سے پامال ہوئے جاتے تھے

۳۲

ہٹ گئی فوج تو ڈھونڈھنے لگے حضرت سبط
کہتے تھے ہم آئے ہیں کس جا ہو مرے شیر کی بو
ریش اقدس پہ ٹپکتے تھے برابر آنسو
سب پہ جب چلے جلد نظر آ گیا جب وہ مہرو
پہونچے اس وقت کہ دم شہ نے ...
ایڑیاں خاک پہ غازی کو رگڑتے دیکھا

www.emarsiya.com

۱۳۳

ہائے بابا میں یہ تو اس شیر کو بے جان پایا
طرفہ عالم ہی کی صورت بنا سامان پایا
خاک پہ دفتر اعضا کو پریشان پایا
کیا میں نے تجھے زندہ نہ مری جان پایا
دیکھیاں ہر بار نے دل کو دکھائے ہونگے
ماں تو اس آس میں بیٹھی تھی کہ آئے ہونگے

۱۳۴

بولے عباس سے رو کر کس کو بلاؤں بھائی
کس کو داغ دل بیتاب دکھاؤں بھائی
کس طرف چھوڑ کے میں لکھا ہوا جاؤں بھائی
کس طرح لاش کے ٹکڑوں کو اٹھاؤں بھائی
ہائے بیٹے نے تجھے پالا تھا وہ یوں چھوٹ گیا
اس کا یہ حال جو دیکھا مرا دل ٹوٹ گیا

۱۳۵

خوب دو بار شہادت کا ملا ہے رتبہ
کبھی تلواروں پہ بیٹھے طرح گاہ ملا ہے ہم دغا
یہ دو بار ہوئی ہے ہی کھال حسن پر ایذا
حال ان آنکھوں نے جیسے بھی یہ بھائی دیکھا تھا
کل یہی پارۂ دل طشت کے اندر دیکھے
آج پھر میں نے وہی ٹکڑے زمیں پر دیکھے

۱۳۶

کہہ کے یہ لاش کے ٹکڑوں کو اٹھایا رو کر
متوجہ ہوئے عباس علی اور اکبر
سیئے سب ایک جگہ جمع بچھا کر چادر
لے چلے باندھ کے خیمہ کی طرف خستہ جگر
دو جو ان لاشۂ فرزند حسن لاتے تھے
پیچھے پیچھے شہ دیں روتے چلے آتے تھے

www.emarsiya.com

۳۷

دی صدا رو کے حسن نے کہ مرے زار و نحیف
آپ اٹھاتے ہو یہ دکھ میرا اٹھانے کو نحیف
لاش کیوں رن سے اٹھاتے ہو یہ کیوں تکلیف
کر سکے کون جزاک اللہ تمھاری تعریف
ہم تو یہ کہتے ہیں جو کی تم نے عنایت بھائی
کون کرتا ہے کہ نالاں ہوں یہ شفقت بھائی

۳۸

بھائی دو لاش یہیں خیمے میں جاؤ للہ
دھوپ ہے سایہ میں بیٹھو کہیں اے حق آگاہ
زعفرانی ہیں گرد بن میں منہ سرخ کیا غیرت ماہ
تم نے احسان کی حد کر دی برادر واللہ
تم جو روتے ہو مری آنکھ جھکی جاتی ہے
تم کو آیا ہے پسینہ مجھے شرم آتی ہے

۳۹

بعد تسلیم یہ گویا ہوئے شاہِ دوسرا
آپ کا لال ہے شبیر کے دل کا ٹکڑا
آپ کہتے ہیں یہاں دھوپ ہے تو سایہ میں جا
اب وہ ساعت ہے کہ تڑپتا ہے دل و جان میرا
سامنے ڈیوڑھی کے خیمہ میں حرم روتے ہیں
دھوپ میں جلتی ہوئی ریت پہ ہم سوتے ہیں

۴۰

یہ صدا لاش کی جو گھر میں گئی سب گھبرائے
حرم شبیر خدا دوڑ کے در پر آئے
اہل اندوہ و الم سب کے دلوں پر چھائے
ساتھ قاسم کو جو تھے درمیاں یہ دلہن کے
خوب تلوار چلی جن میں تڑپتے ہیں
لاش چھوڑ آئے ہیں بن میں نہیں گھر لاتے ہیں

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

۱۳۱

خوب دیکھا تو یہ کہنے لگی قاسم کی ماں
کیسی ایذا ہوئی شبیر کو خالق کی اماں
لاش کو لاتے ہیں کس شان کو سلطان زماں
دولھا سوتا ہوا آتا ہے یہ ہوتا ہے گماں
آپ ہمراہ ہیں توقیر بڑھی جاتی ہے
طرفہ شوکت ہے نئی شان نظر آتی ہے

۱۳۲

دولھا آتا ہے کوئی جا کے بچھا دو مسند
ساتھ ہے جان علی نور نگاہ احمد
ایک ادنیٰ کے لیے کی ہے بڑی کوشش و کد
اے حسین یہ صد و سی سال بلائیں ہوں رد
دل میں آتا ہے پھروں گرد فدا جان کروں
بچے سو بار جو قاسم ہو میں قربان کروں

۱۳۳

وہ غضب دیکھ کے روتے چلے آتے ہیں حضور
جا کے پوچھے کوئی کس واسطے گریاں ہیں رنجور
اپنے آقا پہ فدا ہوتے ہیں خدام ضرور
باپ کے پاس گیا یہ کہ ہوا آپ کو درد
صدقے ہوا ہے یہ قسمت یہ بھلا اس کی ہے
ہوا انجام بخیر اب تو خوشی اس کی ہے

۱۳۴

ماں یہ کرتی تھیں بیاں جو شہ صفدر آئے
سر جھکائے ہوئے عباس دلاور آئے
لاش ہاتھوں پہ اٹھائے ہوئے اکبر آئے
سب نکلیں پہ سب ہو گئیں روتوں کے دل بھر آئے
لاش رکھی گئی سب اہل حرم بیٹھ گئے
دل میں یہ درد ہوا اٹھ کے وہیں بیٹھ گئے

www.emarsiya.com

۱۳۵

کھولی چادر تو ہوئی ایک قیامت برپا
اٹھے ماتم کے لیے سب حرم شیر خدا
جھک کے اُن لاش کے ٹکڑوں کو جو ماں نے دیکھا
بولی دل تھام کے ہائے یہ ہوا کیا بیٹا
مجھکو معلوم نہ تھا لال کہ یہ حال ہوا
میں نہ سمجھی تھی کہ لاشہ ترا پامال ہوا

۱۳۶

نوجوان بھی ہو کے پورے کبھی پھیلی آئی اجل
لوگ کہتے ہیں کہ اس سن کی نہ ٹوٹے کو بل
تھی یہ امید کہ یہ نخل ثمر دے گا کل
تھا مگر داغ جگر میری ریاضت کا پھل
اب یہ ملنا ترا مشکل ہے جہان ہستی میں
اے مرے پھول میں ڈھونڈوں تجھے کس بستی میں

۱۳۷

زخم چھاتی میں ہے اُس تیغ کلیجے میں ہے داغ
ختم کر کے اب سمجھو ہوگا نہ کبھی غم سے فراغ
میرے اس گل پہ خزاں آئی کہ ویران ہوا باغ
ہائے گل ہو گیا مجھ رانڈ کی بستی کا چراغ
جانتی ہوں کہ نہیں پھر کے اب آنے والے
ساتھ ہیں ان کو بھی اسے خلد کے جانے والے

۱۳۸

کس طرف ڈھونڈنے جاؤں تجھے اے شیر جوان
کس سے پوچھوں تری منزل کا پتہ ہے کہاں
بیچ ادنیٰ سا بھی میرا تجھے ہوتا تھا گراں
اے مری پرورش کے پلے ترے قربان ہو ماں
یوں منہ سے مجھے تسکین ذرا دے بیٹا
دم نکلنے کو ہے آواز سنا دے بیٹا

www.emarsiya.com

۱۴۹

شہ سے زینب نے کہا آپ اگر فرمائیں
رونے کو لاش پہ دولہا کی دولہن کو لائیں
کہا حضرت نے کہ ہاں آپ اُسے بلوائیں
رو کے بولیں کہو کیونکر اسے کر رونے آئیں
یہ بھی ایک ستم اعدا سے ہوئے تو دولہا جائے
لاش اٹھ جائے تو رنڈسالہ پہنایا جائے

۱۵۰

کی سکینہ نے جو رو رو کے یہ کبرا سے ذکر
اٹھی کہتی ہوئی رو رو کے لو میں لٹ گیا گھر
الٹا گھونگھٹ کو سفید اوڑھلی سر پہ چادر
ماتھی صف کے قریب آئی جو وہ خستہ جگر
بیٹھ کر ماں سے گلے مل کے کہا چھالی ہے
کچھ خبر ہے تمہیں رونے کو دولہن آئی ہے

۱۵۱

بیٹھ کے لاش کے پہلو میں پکاری یہ دلہن
اے مددگار حسین اے جگر و جانِ حسن
بے نصیب ایسا بھی ہو گا کوئی تم جیسی دلہن
ہائے گھونگھٹ بھی نہ اٹھا تھا کہ اٹھا لے یہ محن
اپنا بیگانہ ہر اک اشکوں سے منہ دھوئے گا
جو سنے گا مری روداد کو وہ روئے گا

۱۵۲

تم تو خوش خوش گئے اے صاحب سوئے باغِ جنت
ہے یہی بین اور درد دل و درد جگر کی شدت
کس طرح اُٹھے گا یہ بارِ ملالِ فرقت
واہ وا حبِ نبھا ہی رہ و رسمِ اُلفت
ایک شب بیاہ کو گزری تھی کہ منہ موڑ گئے
وائے حسرت ہمیں پردیس میں یوں چھوڑ گئے

۱۵۳

یہ نہ تھی تم سے تو رتبہ مجھے میرے والی
کشت امید کی اس طرح سے کی پامالی
صبح کو سامنے آنکھوں کے ہوا گھر خالی
میری قسمت نے مرے سر پہ مصیبت ڈالی
تم نہ ہو جب تو ہے دنیا سے گذرنا بہتر
میرے نزدیک ہے اس جینے سے مرنا بہتر

۱۵۴

اس قدر رو لی کہ غش ہو گئی وہ خستہ جان
گود میں جھک کے اٹھانے لگی گیسو کو ماں
پھر تو تا چرخ نہم جانے لگا شور و فغاں
نوحہ مظلوم پہ پڑھنے لگے سب شاگرداں
لے گئے لاش کو شاہ منشم والا اُدھر
پھر گیا صحبت احباب میں رو دلہ اِدھر

۱۵۵

بس رشید اہل عزا سن نہیں سکتے واللہ
کیا پریشانی خاطر تھی عیاذاً باللہ
اور یوں جلسہ کہا مرثیہ ماشاء اللہ
نظم پاکیزہ اسے کہتے ہیں سبحان اللہ
دو جہاں عالم میں عزت ہو یہ یا اللہ تجھے
دیکھنا پنجتن پاک صلا دیں گے تجھے

رباعی

کچھ دل سے جھکے ہوئے کہا کرتے ہیں
ہر نفس کو بیکار ہی بہلا کرتے ہیں
پیرون کی عبادت کا معین نہیں وقت
ہر وقت رکوع میں رہا کرتے ہیں

رباعی

حاصل یہ شرف بغیر تدبیر ہوئے
ذی قدر ہوئے صاحب توقیر ہوئے
جانے کا جو دانی سکے سب کو شکوہ
اس کا نہیں شکر یہ کہ ہم پیر ہوئے

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

سلام

قلزم رحمت سے در مدعا مل جائے گا
مل گئے مجکو علی سب کچھ خدا مل جائیگا

مانگتا ہوں جب در رزاق سے کل کے لیے
صاف کا تو نہیں صدا آتی ہے جا مل جائیگا

جھگی ہے پہچان اسے اہل عزا روز جزا
تم کو اک اک صرہ خاک شفا مل جائے گا

فائدہ کیا ہے تجھے مغرور یہ سی پوچھے کوئی
یہ تو سمجھے کر سے کیا کر یا مل جائے گا

ہم بھلا تکلیف اٹھائیں گے عدم کی راہ میں
کربلا میں جو لٹا وہ قافلہ مل جائے گا

جو کہیگا ... حشر میں کہدینگے رسول
آ کے جا میرا فدا ہمسر دو سرا مل جائیگا

ہے جو حصہ میں ہمارے اور سے سکتا نہیں
ہے جو قسمت میں ہماری رازق مل جائیگا

مرثیہ پڑھتے ہوئے پہونچیں گے باغ خلد میں
حشر کے مجمع میں ہم کو راستہ مل جائے گا

پار ہو دریائے عصیاں سے ہو یا دم اتھل یا دن
کوئی بحر مغفرت کا آشنا مل جائیگا

دیکھ لینا تم نجف پہونچیں گے الفت ہو اگر
اپنے دل سے پوچھ لیں گے ہم پتا مل جائیگا

سچ بتا دے ہم بھی مجھ میں دفن ہونگے یا نہیں
کوئی دن ... ہم کو بھی آ کر ملا مل جائے گا

سرفرازی کے لیے اتنا جھکونگا اے رشید
پاؤں کو میرے گریباں قبا مل جائیگا